بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فلاح کا راستہ

رابطہ برائے فرعی مراکز

مسجد توحید I-J، 10/3 مسلم لیگ کوارٹر ناظم آباد نمبر 1

مسجد توحید عقب لاروش ہوٹل ناظم آباد نمبر 4

مسجد [illegible] نارتھ ناظم آباد نزد تیموریہ تھانہ

ایکس کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

ایم بی بی ایس (لکھنؤ)

فاضل علوم دینیہ (وفاق المدارس ملتان)

رابطہ کیلئے پتہ:

فون نمبر : 2854484 - 2850510

[illegible] ملت ٹرسٹ [illegible] مسجد توحید [illegible] کمیٹی کراچی

مسجد توحید

پلاٹ نمبر 46/394 ملت ٹاؤن ملیر

کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فلاح کا صرف ایک ہی راستہ ہے

اللہ کے بندو! بربادی سے بچنے اور فلاح سے ہمکنار ہونے کا صرف ایک راستہ ہے:۔

۱۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنے ایمان کو شرک کی گندگی سے یکسر پاک کرو۔

۲۔ نیک اعمال اختیار کرتے رہو یہاں تک کہ اپنے مالک سے جا ملو۔

۳۔ کھلی، صاف اور واضح تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرو۔ اور

۴۔ اس راہ میں آنے والی ہر مشکل، ہر مصیبت کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو۔

یہ بات ہماری نہیں، تمہارے اپنے مالک کی بات ہے ....

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (زمانہ کی قسم، ساری کی ساری انسانیت گھاٹے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور ایمان لاکر نیک اعمال کئے پھر انہوں نے دین حق کی تبلیغ کی اور اس راہ کی آئی ہوئی مصیبتوں پر خود بھی صبر کیا اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرتے رہے۔)

یاد رکھو! کہ عقیدہ کے اندر معمولی سی معمولی خرابی بھی ناقابلِ معافی جرم ہے۔ اس کے علاوہ اعمال کی ساری خرابیاں انشاء اللہ معاف ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں "شرک" کو ہرگز معاف نہ کرونگا اس کے علاوہ ہر خرابی کو جس شخص کیلئے چاہوں گا معاف کر دونگا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ:۔ اگر کسی شخص نے ساری زمین گناہوں سے بھر دی ہو مگر "شرک" پر اس کی موت نہ آئی ہو تو اللہ تعالیٰ ان گناہوں کے برابر معافی کے ساتھ اس شخص سے ملاقات کریگا۔ (مسلم)

دُنیا کی تاریخ میں جس قدر قومیں برباد ہوئی ہیں انکی اصلی خرابی "شرک" تھی اور آج ہماری مسلم قوم بھی اسی چیز کی وجہ سے بربادی کے کنارے تک پہنچ گئی ہے۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّشْرِکِیْنَ (سورۃ روم، ایۃ ۴۲)

ترجمہ: ان سے کہو کہ زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ تم سے پہلے کتنی ہی بستیاں تھیں کہ آخر کار تہس نہس کر ڈالی گئیں (اُن کا جُرم یہی تو تھا) کہ ان کی اکثریت مُشرک بن گئی تھی۔ (سورہ روم، آیت ۴۲)

اللہ گواہ ہے کہ اُمت مسلمہ کیلئے ذلت و بربادی سے بچنے اور فلاح سے ہمکنار ہونیکا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ اسکے سچے فرزند اٹھیں اور پکاریں کہ دُنیا چند روزہ ہے، آخرت کی کامیابی کے حصول کی فکر کرو، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چل کر سب سے پہلے شرک کی بُرائی سے اپنے عقیدہ اور عمل کو پاک کرکے صحیح مسلم بن جاؤ۔ شرک ہی دراصل ہر خرابی کی جڑ ہے۔ اس لعنت سے بچنے کیلئے لازم ہے کہ اس کی ایک ایک قسم کو پہچانا جائے۔ شرک کے معنی ساجھی اور شریک بنانے کے ہیں۔

یہ شرک کبھی اللہ تعالیٰ کی ذات میں کیا جاتا ہے جیسے یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اور عیسائیوں نے

عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنایا۔ ظاہر ہے کہ بیٹا اور بیٹی اپنے ماں اور باپ کی ذات کا ٹکڑا ہوا کرتے ہیں کیونکہ وہ انہی کے نطفوں سے مل کر بنتے ہیں۔ اسی طرح عرب کے لوگ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیکر اُن کو اللہ کی ذات کا ٹکڑا بناتے تھے اور عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ چونکہ اللہ کی اولاد ہیں اس لئے اللہ نے اپنے بہت سے اختیارات اُنکے سپرد کر دیئے ہیں اور اسی لئے وہ کسی کو داتا سمجھ کر آواز دیتے اور اُس کی نذر و نیاز کرتے تھے۔ کسی کے آستانے پر ماتھا ٹیکتے، اور کسی کے در پر دستک دیتے تھے اُن کا عقیدہ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہماری بات آسمان والے تک پہنچا دیتی ہیں۔ اور ہمارے حق میں سفارش کر کے ہماری بات منوا لیتی ہیں اور ضرورت پڑ جائے تو اپنی محبت اور لاڈلے پن سے فائدہ اُٹھا کر اللہ کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس ذات کے شرک کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ ایسی سنگین بات ہے اگر آسمان پھٹ پڑے یا زمین شق ہو جائے تو بعید نہیں۔ (مریم آیت ۹۰)۔ بدقسمتی سے آج اُمتِ مُسلمہ میں بے حساب لوگ دانستہ یا نادانستہ اسی ذات کے شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو نور کا بنا کر اُس کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسی نور کا ایک ٹکڑا مانتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (الشوریٰ آیۃ ۱۱) یعنی اللہ کی کوئی مثال ہی نہیں ہے۔ نور اور تاریکی کی کیا مثال پیش کرتے ہو حالانکہ نور تو اس کی مخلوق اور فانی چیز ہے، اللہ تعالیٰ کو مخلوق اور فانی بنا کر اُس کے ساتھ یہ ظلم عظیم تو نہ کرو۔ وہ اپنے متعلق خود کہتا ہے: وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ اس کا کوئی ہمسر وہم ذات (کفو) نہیں ہے۔

ذات کے شرک کی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات میں بھی اللہ کے بندوں کو شریک ٹھیرایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ ہر چیز کو ہر جگہ سے ہر وقت جانتا ہے آج اللہ کے علاوہ دوسروں کے متعلق یہ عقیدہ بنالیا گیا ہے کہ اُن کو ہر بات کی خبر ہو جاتی ہے۔ مُرید اپنے پیر کے متعلق یہی عقیدہ رکھتا ہے اور دوسرے لوگ نبی، ولی، شہید کو عالم الغیب مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ سارے حالات سے باخبر ہیں۔ مشکل میں پکاریں تو سُنتے ہیں اور مدد کرتے ہیں۔ اُنکی نذر و نیاز کریں تو اُنھیں علم ہو جاتا ہے۔ خوش ہو کر اور دیتے ہیں۔ دراصل علم میں شرک ہی سارے مُشرکانہ اعمال کی بنیاد ہے۔ اگر کسی کو یہ شک بھی ہو جائے کہ ہم جن کو آواز دے رہے ہیں وہ تو وفات پا چکے ہیں، وہ نہ تو ہماری پکار سنیں گے اور نہ ہماری نذر و نیاز کا اُن کو علم ہو گا تو کون کسی کو پکاریگا اور کون کسی کی نذر و نیاز کرے گا۔

صفت علم کے اس شرک کے ساتھ **تصرف اور قدرت واختیار** کا شرک بھی ہر طرف پھیلا ہوا ہے کسی کے متعلق یہ عقیدہ بنا لیا گیا ہے کہ روزی میں کمی بیشی کا اختیار ان حضرت کو حاصل ہے۔ بیماری سے شفا دینا اور خالی گود کو بھر دینا آپ کا کام ہے۔ مُشکل کے وقت مُشکل کشائی، اور حاجت پڑنے پر حاجت روائی آپ کی صفت ہے اور اسی عقیدہ کی بنا پر اُن کو داتا، دستگیر، مشکل کُشا اور غوث نام دیکر پکارا جاتا ہے اور ان کی نذر و نیاز

کی جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ **قدرت واختیار میں شرک** ہے۔

دُعا اور پُکار کا شرک: جب اللہ کے علاوہ کسی اور کے متعلق یہ عقیدہ بنالیا جاتا ہے کہ وہ ہر جگہ ہے، ہر وقت دُعا اور پُکار کو سُنتے ہیں صاحب تصرف اور قدرت بھی ہیں، دینا اور دِلانا انکے بس میں ہے تب ہی اُن کو مشکل میں پکارا جاتا ہے اور ضرورت کے وقت اپنی حاجت اُنکے سامنے پیش کی جاتی ہے اور یوں اُن کو علم وتصرف وقدرت میں اللہ کا شریک ہی نہیں بنایا جاتا بلکہ یہ بھی ثابت کر دکھایا جاتا ہے کہ حضرت اللہ تعالیٰ سے زیادہ با اختیار اور طاقتور ہیں کیونکہ جو مشکل اللہ ڈالتا ہے یہ اُس کو نکال دیتے ہیں اور ایسے زور آور ہیں کہ اللہ اگر کسی کی حاجت پوری کرنا نہ بھی چاہے تو وہ پوری کرا کے رہتے ہیں۔ اور اس طرح اُن کو آواز دیکر ثابت کر دیا جاتا ہے کہ اصلی مالک یہی ہیں کیونکہ غلام حاجت کے وقت اپنے آقا اور مالک ہی کو آواز دیتا ہے کسی اور کو نہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے برگزیدہ ترین نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ: آپ اعلان کر دیجئے کہ (حاجت کے وقت) میں صرف اپنے رب کو آواز دیتا ہوں کسی اور کو پکار کر اُس کے ساتھ شرک نہیں کرتا (سورۃ الجن آیت ۲۰) اِسی طرح غلام صرف اپنے مالک کا حکم مانتا اور اُس کے قانون ہی کو قانون مان کر اس کا پابند ہوتا ہے اور اُس کے خلاف ہر ایک کو طاغوت مان کر اس کا دشمن بن جاتا ہے۔ دُعا اور پکار کے اس شرک کے ساتھ ساتھ **مالی اور بدنی شرک** بھی ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ جان ومال اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اور اُس کا حکم ہے کہ انھیں صرف اُسی کی راہ میں لگایا جائے، اگر وہ خوشی کا موقع لائے، رزق میں زیادتی کرے یا اولاد سے نوازے تو اُسی کا شکریہ ادا کیا جائے۔ مال سے غریبوں اور مسکینوں کی مدد کی جائے، اسکے نام کی نذر و نیاز ہو۔ **اب** اگر کسی نے اللہ کے علاوہ اُس کے کسی بندے، نبی، ولی یا شہید کی نذر و نیاز کی تو گویا اس نے اُس کو اپنا محسن مانا اور اُس کا شکریہ ادا کیا، اور یہ مالی عبادت میں شرک ہے کیونکہ نذر و نیاز عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں چار جگہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کو شرک کہا ہے اور اگر یہ کسی کھانے پینے کی چیز پر کی گئی ہو تو اس کے کھانے کو سُور کے گوشت سے بھی زیادہ حرام اور نجس ٹھیرایا ہے۔ اِسی طرح بدنی عبادت کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کا بندہ اُس کے سامنے جھکے، اُس کے حضور رکوع وسجود کرے۔ اُس کے سامنے روئے اور گڑگڑائے۔ اب اگر کوئی کسی مخلوق کے سامنے اُس کی زندگی میں یہ کام کرے یا اُس کی قبر پر پہنچکر، تو یہ بدنی عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے، خانہ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ جس قسم کی عبادت، پرستش یا پوجا کا دل میں شوق پیدا ہو وہ یہاں پہنچکر پورا کر لیا جائے۔ یہ اللہ کی بندگی اور خالص توحید ہوگی۔ اس کے علاوہ کوئی اور در ایسا نہیں ہے۔ لیکن آج کچی قبروں کو جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اُن کو پختہ نہ کیا جائے اور نہ اُن پر کوئی عمارت بنائی جائے اور نہ اُن پر مُجاور بن کر بیٹھا جائے، پکا بنا کر اُن پر عمارتیں کھڑی کر دی گئی ہیں۔ اُن کو مزار، زیارت اور

دربار کا نام دیکر اُن کی بندگی اور پُوجا کی طرف دُنیا کو بلایا جا رہا ہے ہر جگہ اور ہر طرف ایسے نقلی کعبے وجود میں آگئے ہیں اور اُن کے ساتھ بالکل وہی معاملہ کیا جاتا ہے جو صرف اللہ کے گھر کے ساتھ کیا جانا چاہیئے۔ ہر سال حج کے دن کی طرح عرس کا دن مقرر کیا جاتا ہے۔ احرام کی جگہ ننگے سر ننگے پیر چلنے کی قید لگائی جاتی ہے لبیك اللھم لبیك...... کے مقابلہ میں یا ہُو۔ حق یا ہُو۔ بیشک یا ہُو کا نعرہ لگتا ہے۔ غلاف کعبہ کی طرح قبر کی چادر کا انتظام ہوتا ہے۔ حجر اسود کے بوسہ کی جگہ قبر کے سرہانے یا پائینتی کے پتھر کو چُوما جاتا ہے۔ طوافِ کعبہ کے بدلے قبر کے پھیرے لگتے ہیں۔ سجدے اور رکوع ہوتے ہیں۔ دُعائیں اور مناجاتیں کی جاتی ہیں۔ مُلتزم کی طرح ڈیوڑھی اور دروازہ سے چمٹا جاتا ہے۔ بابا کی بیٹھک سے ان کی قبر تک دوڑ لگا کر سعیِ صفا و مروۃ کا حق ادا کیا جاتا ہے۔ آبِ زمزم کی جگہ قبر کے دھوون کے مبارک پانی کو جمع کر کے تبرک بنایا جاتا ہے۔ ھدی کے بجائے حضرت کی نذر کا بکرا اور اونٹ ساتھ آتا ہے۔ غرض آج ہر طرف اور ہر جگہ اِن "نقلی کعبوں" کی دھوم مچی ہوئی ہے اور خلقت ہے کہ ٹوٹی پڑتی ہے۔ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کی پکار، اُن کی نذر و نیاز کرنے والوں کو اللہ نے قرآن میں اُن کا دشمن قرار دیا ہے اور کہا کہ آج انھیں خبر نہیں مگر حشر کے میدان میں جب ان کو بلایا جائے گا تو وہ اپنی بندگی کرنے والوں کے دشمن ہو جائیں گے اور اُن کی بندگی کا کفر کریں گے۔ (احقاف ۶)

اسی طرح **وسیلہ** کا شرک بھی ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز، ہر حاجت اور دل کے ہر خیال کا جاننے والا ہے، وہ براہِ راست دُعا اور پکار سنتا ہے اور اُس پر فیصلہ صادر فرماتا ہے اور وہی اپنی مخلوق پر سب سے زیادہ مہربان اور رحمت کرنے والا ہے۔ ماں اور باپ سے بھی زیادہ وہ حکم دیتا ہے کہ میرے بندو! مانگنا ہے تو مجھ سے مانگو، پکارنا ہے تو مجھے پکارو، صرف میرے پاس ہی وہ خزانے ہیں جو تمھاری ہر حاجت کو پُورا کر سکتے ہیں اور دُعا کرتے وقت میرے اسماءِ حسنیٰ (ذات اور صفات کے بہترین نام) کو میری رحمت کو متوجہ کرنے کا ذریعہ بناؤ۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (الاعراف آیۃ ۱۸۰) ترجمہ: اللہ کے اسماءِ حسنیٰ ہیں اُن ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو (الاعراف، آیت ۱۸۰) اب اگر کوئی اسماءِ حسنیٰ کے بجائے اس کے کسی نبی یا ولی کا نام لیکر کہتا ہے کہ اپنے اِس پیارے نبی یا ولی کے صدقہ میں میری دُعا قبول فرما کر میری حاجت پوری کر دے تو گویا وہ اللہ کی ذات و صفات کے اسماءِ حسنیٰ سے زیادہ اس نبی یا ولی کی ذات اور اُس کے نام کو مؤثر مانتا ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُس کے بندہ کو شریک ٹھیرانا ہی نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شدید توہین بھی ہے۔ عرب جاہلیت کی طرح آج لوگ قبروں اور آستانوں پر جا کر انکی پوجا کرتے ہیں کبھی طواف، کبھی سجدے، کبھی منت مانتے ہیں کہ اولاد ہو جائے تو یہ نذر کروں گا۔ بیمار اچھا ہو جائے تو یہ چڑھاوا چڑھاؤں گا۔ ٹوکا جائے کہ قبر والوں کو تو اللہ تعالیٰ نے بالکل مُردہ بتلایا ہے اور کہا ہے کہ اِن میں جان کی رمق تک نہیں ہے اِن کو تمھاری کیا خبر ہوگی

ین و ہے معلق بھی یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو قبر سے کب زندہ کر کے اٹھائیگا۔ (النحل، آیت ۲۱) تو جواب دیتے ہیں کہ نہیں، حضرت صرف قبر میں زندہ ہی نہیں بلکہ دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آپ کی قوتِ تصرف و اختیار میں بے انتہا اضافہ ہو گیا ہے، ہم کو نظرِ عنایت سے دیکھتے، ہمارے سلام کو سُنتے اور ہماری حاجتوں کو اُوپر تک پہنچاتے اور ہماری سفارش کرتے ہیں، ہماری وہاں تک پہنچتی نہیں اور ان کی ٹالی نہیں جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ اس قہری شفاعت اور وسیلہ کے شرک کو رَد کرتے ہوئے سورۃ یونس میں فرماتا ہے کہ لوگو کیا تم اللہ کو ایسے وسیلوں اور سفارش کرنے والوں کی خبر دیتے ہو جن کو اللہ نہیں جانتا حالانکہ اُسی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تمھارے اس شرک سے بہت بلند و بالا ہے۔ (یونس، آیت ۱۸)۔ اور تم اللہ کیلئے وزیر اور بادشاہ کی مثال پیش نہ کرو۔ بادشاہ عالم الغیب نہیں اس لئے وہ اپنے وزیر کا محتاج ہوتا ہے جس کے پاس ساری معلومات آ کر جمع ہوتی ہیں۔ اللہ کے پاس تو ہر چیز کا علم ہے اُس کو کون بتلائے گا اور کسی کی کیا طاقت ہے کہ اس پر زور ڈال کر اس کے فیصلہ کو بدلوالے۔ سفارش تو کم اختیار اور زیادہ علم والا، زیادہ اختیار اور کم علم والے کے سامنے کرتا ہے۔ اللہ کے پاس تو سارا اختیار اور سارا علم ہے اور کوئی بھی اُس کی بارگاہ میں اس کے حکم کے بغیر زبان تک نہیں کھول سکتا۔ اس لئے اللہ کیلئے وزیر اور بادشاہ کی مثال نہ بیان کرو کیونکہ :- اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل: آیۃ ۷۴) (اللہ کیلئے مثالیں نہ بیان کرو، مخلوق اور خالق کا فرق پہچانو)، حق یہ ہے کہ اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور تمھیں (اے انسانو!) علم نہیں ہے۔ (النحل، آیت ۷۴) اب بے علم کیا علم والے کو خبر دیگا اور کیا سفارش کریگا۔ ان ساری باتوں سے صاف ہو گیا کہ اگر کوئی انسان سب سے پہلے اپنے ایمان کو شرک کی گندگی سے پاک کر لے پھر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کر کے اللہ کے بندوں کو اُن کے مالک کی طرف بُلائے اور اس راہ میں صبر کے ساتھ جما رہے تو مالک اس کو جہنم کی آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیگا۔ لیکن بدقسمتی سے اگر ایمان ہی میں شرک کی مِلاوٹ ہے تو اللہ نے ایسے شخص پر نہ نماز فرض کی ہے نہ روزہ۔ اس کا کوئی عمل قابلِ قبول نہ ہوگا۔ س پر تو صرف آگ فرض ہے اور بس۔ ہاں اگر ایمان صحیح ہو اور ایمان ہی پر موت آئی ہو تو اللہ کا وعدہ ہے کہ ایسے شخص کے سارے گناہ ایک نہ ایک دن معاف کر کے اس کو جنت میں داخل کر دے گا چاہے اُس نے ساری زمین کو گناہوں سے بھر دیا ہو۔ کامیابی صرف اُس کی کامیابی ہے جو قیامت کے دن آگ سے بچا لیا جائے اور جس کو جنت میں داخلہ کا پروانہ مِل جائے۔ وہ مارا گیا جو اس دن ہمیشہ کیلئے آگ میں جھونک دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ کی توفیق دے اور ہمارے ایمان کو شرک سے پاک کر کے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رکھ کر موت سے ہمکنار کرے۔ آمین۔

آیئے۔ آگے بڑھئے اور اُمت کو موجودہ روش کی بدانجامی سے باخبر کیجئے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، اور آج کے بھٹکے ہوؤں کو ایمانِ خالص سے سرفراز فرما کر رنگ جہاں بدل ڈالے ❁ ❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟

ایک سوال کی دس شکلیں

اکثر مذہبی حلقوں میں یہ سوال کہ آیا اللہ کے سوا (غیر اللہ) مشکل حل کر سکتا ہے؟ یا صرف اللہ ہی اس پر قادر ہے، بڑے زور و شور سے اچھالا جاتا ہے مگر فریقین میں سے کوئی بھی قائل نہیں ہو پاتا۔ ایک ذی شعور انسان کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے تو وہ اس سوال کو مختلف پہلوؤں سے جانچتا اور پرکھتا ہے کہ کس طرح اللہ کے سوا اور کوئی ہستی مشکل کشائی کر سکتی ہے۔ اس سوال کی دس مختلف صورتیں ہیں:۔

ایک شخص کو کسی مشکل کا سامنا ہے وہ چاہتا ہے کہ میری مشکل دور ہو وہ اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو پکارنا چاہتا ہے جو اس کی مشکل دور کر دے۔ اب ......

1. اگر اللہ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل حل کر سکتی ہے تو بتائیے کہ سائل اور مشکل کشا کے درمیان ہزاروں میل کی دوری پر دہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے؟
2. بالفرض یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اتنے فاصلے پر آواز سن سکتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے یا نہیں مثلاً سرائیکی والا سرائیکی میں مشکل پیش کریگا اسی طرح جرمن جرمنی زبان میں، انگریز انگریزی زبان میں اور پٹھان پشتو زبان میں آواز دے گا۔
3. اگر یہ بات بھی ثابت کر دی جائے کہ وہ ہستی ہر زبان سے واقف ہے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ اگر ایک لمحہ میں سینکڑوں یا ہزاروں لوگ اپنی مشکل اس کے سامنے پیش کریں تو کیا وہ ان سب کی مشکلات اسی لمحہ سن اور سمجھ لے گا یا اس کے لئے قطار بنانے کی ضرورت پیش آئے گی؟

۴. کیا اس ہستی کو کبھی نیند بھی آتی ہے یا وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے اگر کبھی نیند آتی ہے تو پھر ہمارے پاس ایک لسٹ ہونی چاہئے کہ کب اس کو نیند آتی ہے اور کب وہ جاگ رہا ہوتا ہے تاکہ ہم اپنی مشکل صرف اسی وقت پیش کریں جبکہ وہ سو نہ رہا ہو۔ یا وہ نیند میں بھی سنتا ہے؟

۵. ایک شخص بولنے سے قاصر ہے وہ ایسی مشکل میں مبتلا ہے کہ اس کا گلا بند ہو چکا ہے اگر وہ دل ہی دل میں اپنی مشکل پیش کرے تو کیا وہ اس کی دلی فریاد بھی سن لے گا؟

۶. انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک چھوٹی بڑی تمام مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، اگر وہ تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کر سکتا ہے تو پھر غیر کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر غیر ان تمام مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ کی کیا حاجت؟

۷. اگر غیر اللہ مشکل کشا تمام مشکلات حل کرنے پر قادر نہیں تو ہو سکتا ہے کہ کچھ مشکلات حل کرنے کا بیڑا اللہ نے اٹھایا ہو اور کچھ مشکلات حل کرنے کے اختیارات کسی غیر کو دے رکھے ہوں ایسی صورت میں تو ہمارے پاس یہ فہرست ہونی چاہئے کہ کونسی مشکلات اللہ تعالیٰ حل کرنے پر قادر ہے اور کونسی مشکلات غیر حل کر سکتا ہے تاکہ سائل اپنی مشکل اسی کے سامنے پیش کر سکے جو اس کے حل کرنے پر قادر ہو؟

۸. کیا اللہ کے سوا جو ہستی مشکل نکال سکتی ہے وہ مشکل ڈال بھی سکتی ہے یا اس کی ڈیوٹی صرف حل کرنے پر ہے؟ اگر وہ مشکل حل کر سکتی ہے تو پھر ڈالنے والا کون ہے؟

۹. بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ مشکلات ڈالنے والا ہے اور غیر اللہ مشکل حل کرنے والا بالفرض ایک ہستی مشکل ڈالنے پر مُصر ہو اور دوسری مشکل حل کرنے پر تو دونوں میں سے کونسی ہستی اپنا فیصلہ واپس لے لیگی؟

۱۰. کسی بھی برگزیدہ یا گنہگار ہستی کا جنازہ پڑھنا ہو تو اس کی بخشش کے لئے اللہ کو آواز دی جائے یا مشکل کشا کو؟

هم اپنی کتابوں پر کوئی قیمت وصول نہیں کرتے خط لکھ کر ہم سے ہماری دوسری کتابیں بھی مفت طلب فرمائیے۔